



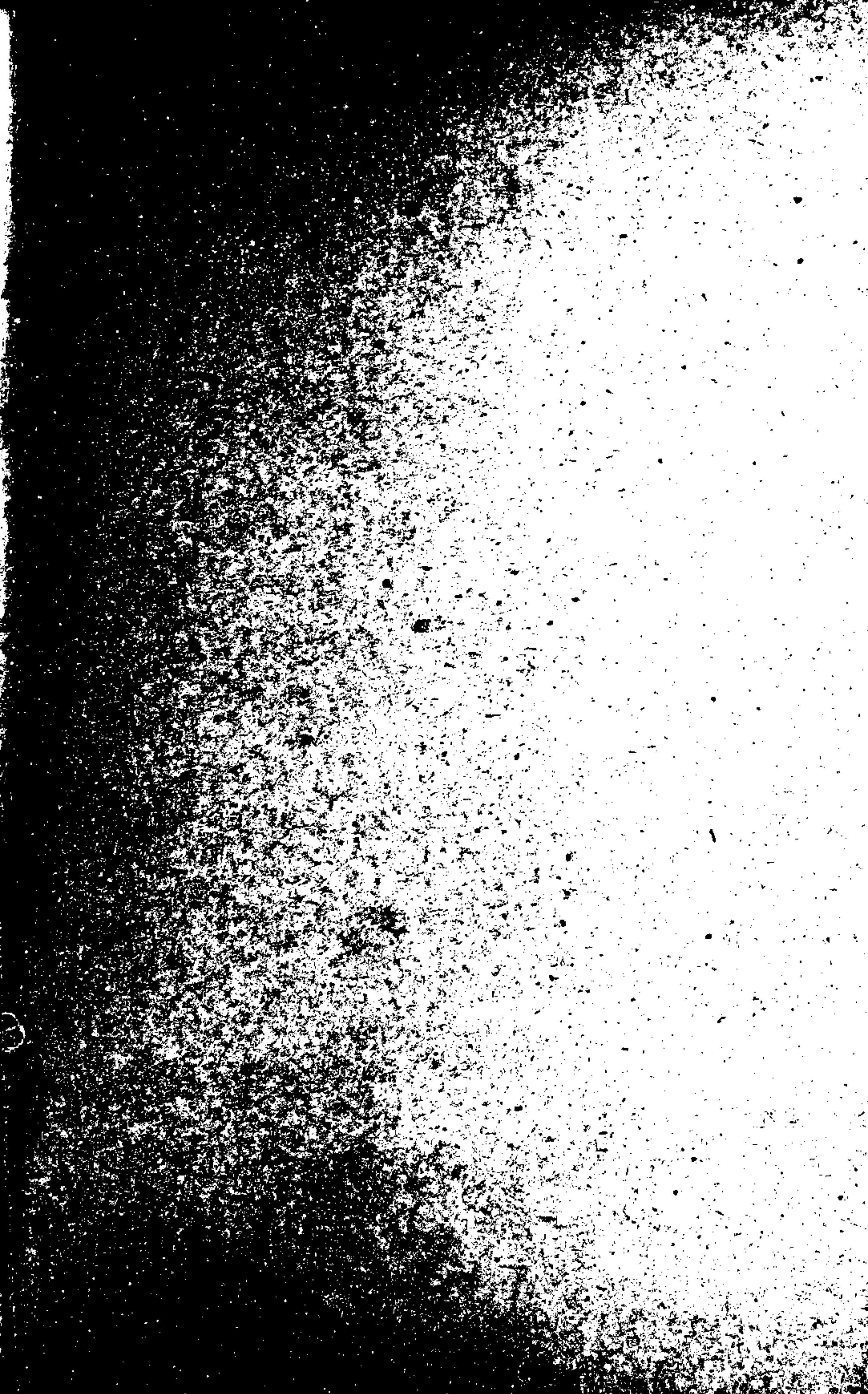
# مفتاح العاقبتين

ملفوظات

رحمة اللہ علیہا  
رحمۃ اللہ علیہا

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

الکبریٰ شریف  
پبلشرز لاہور



# مفتاح العارفين

ملفوظات

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

اکبر الیوم  
ناشر  
آرڈو بازار  
لاہور

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

مفتاح العاشقين	_____	نام کتاب
حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	_____	ملفوظات
علامہ شمس الدین چشتی	_____	تصحیح و ترتیب
عبدالسلام / قمر الزمان رائے پارک لاہور	_____	کمپوزنگ
۲۰۰۵ء	_____	اشاعت
۶۰۰	_____	تعداد
15/- روپے	_____	قیمت

ناشر  
اکبر پبلشرز  
لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ  
 عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ .

اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان میں نیک بختی عطا فرمائے۔ واضح رہے کہ یہ اسرار کے  
 جواہر اور انوار پروردگار کے زواہر جہان کے برگزیدہ۔ نیکوں کے پیش رو سالکوں کے بادشاہ  
 برہان العاشقین ختم المشائخ نصیر الحق والدین (اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو دیر تک  
 زندہ رکھ کر آپ سے مسلمانوں کو مستفیض کرے) کی زبان مبارک سے سن کر دعا گوئے فقیر  
 حقیر محبت اللہ نے چند اوراق میں لکھ کر اس کا نام مفتاح العاشقین رکھا۔ جس میں دس مجلسیں  
 ہیں۔

- مجلس ۱- پیرو مرید کے بیان میں۔ ..... ۴  
 مجلس ۲- توبہ وغیرہ کے بیان میں۔ ..... ۶  
 مجلس ۳- مشغولی کے بیان میں۔ ..... ۹  
 مجلس ۴- فرض دائمی۔ ذکر جلی۔ ذکر خفی اور اس کی ماہیت کے بیان میں ..... ۱۱  
 مجلس ۵- اوقات نماز۔ فرض۔ نفل اور اد کے کے بیان میں۔ ..... ۱۴  
 مجلس ۶- قرآن مجید کی تلاوت اور اسے حفظ کرنے کے بیان میں۔ ..... ۱۸  
 مجلس ۷- محبت وغیرہ کے بیان میں ..... ۱۹  
 مجلس ۸- سماع وغیرہ کے بیان میں ..... ۲۵  
 مجلس ۹- کھانا کھلانے کی فضیلت کے بیان میں۔ ..... ۲۹  
 مجلس ۱۰- دنیا وغیرہ کی ترک کے بیان میں۔ ..... ۳۱  
 جس روز بندہ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شرف ارادت سے مشرف  
 ہوا۔ اس روز آپ کی مجلس میں شجرہ طیبہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ جو نعمت

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آپ سے  
خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ کو۔ آپ سے شیخ الاسلام خواجہ مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی  
قدس اللہ سرہ العزیز کو۔ و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ  
اجمعین ط پھر خواجہ صاحب نے اس شجرے کو مفصل و مکمل بیان فرمایا۔ پھر میری طرف  
مخاطب ہوئے تو میں آداب بجالایا۔ پوچھا: اے دردیش! تیرا نام کیا ہے؟ مجھے اس وقت  
حسب ذیل شعر یاد آیا جو عرض کر دیا۔

بندہ رانا نام خویشتن نبود ہرچہ مارالقب کند آنم

زبان مبارک سے فرمایا کہ واقعی مرد کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ الحمد للہ علی

ذِکِّکَ .

مجلس ۱:

## پیر و مرید کے بیان میں

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت مولانا محمد مساوی، مولانا منہاج الدین  
اور مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہم اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ  
اے دردیش! راہ سلوک میں پیرا سے کہتے ہیں۔ جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو۔  
اور ہر لحظہ اور ہر گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے۔ اور اس  
کے آئینہ باطن کو صاف کر سکے۔ اگر یہ کام کرنے کی قابلیت اس میں ہے۔ تو پھر وہ پیر  
طریقت کہلانے کا مستحق ہے ورنہ ہیج ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ صادق مرید اسے کہتے ہیں جسے جو کچھ پیر حکم کرے۔ بجالائے۔  
اور جو کچھ اسے دکھائے وہی دیکھے۔ اور ہر وقت پیر کو حاضر و ناظر سمجھے۔ جو کچھ اس کے دل  
میں نیک یا بد خیالات گزریں۔ ان کا اظہار اپنے پیر سے کریں۔ تاکہ پیر اس کی ترتیب کر  
سکے۔ اگر مرید کے دل میں ذرہ بھر بھی خیال پیر کے برخلاف ہو۔ تو وہ صادق مرید نہیں کہلا  
سکتا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! جب میں شروع شروع میں سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہوا۔ تو ایک روز میں حاضر مجلس تھا۔ اور مرید کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا تھا۔ کہ درویشوں اور عزیزوں میں مرید کو مولانا نصیر الدین محمود کی طرح عمدہ صلاحیت و قابلیت رکھنی چاہیے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ .

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

میان اہل ارادت نظر بہ پیر آمد      زہے روش کہ دریں راہ بے نظیر آمد  
ضمیر روشن او ہر چہ کر دور عالم      بزداہل دلاں جملہ حق پذیر آمد  
بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ مونس العاشقین میں لکھا ہے کہ مرید دو طرح کے ہوتے ہیں ایک رکی دوسرے حقیقی۔ رکی مرید وہ ہے کہ پیرا سے تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیزوں کو نا دیکھی ہوئی اور سنی ہوئی چیزوں کو ناسنی ہوئی سمجھنا اور سنت و جماعت کا پابند رہنا۔ اور حقیقی مرید وہ ہے جسے پیر تلقین میں فرمائے کہ تو سفر و حضر میں میرے ہمراہ رہنا یا تیرے ہمراہ رہوں گا۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا کہ حقیقی مرید کی اور شرط یہ ہے کہ تین غسل ہر وقت کرتا رہے تاکہ حقیقی مرید کہلانے کا مستحق ہو سکے۔  
اول شریعت کا غسل۔

دوسرا طریقت۔

تیسرا حقیقت کا۔

شریعت کا غسل یہ ہے کہ اپنے بدن کو جنابت وغیرہ سے پاک کرے۔ طریقت کا غسل یہ ہے کہ تجرڈ اختیار کرے اور حقیقت کا غسل یہ ہے کہ باطنی توبہ کرے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ حقیقی مرید کی اور شرط یہ ہے کہ جو کچھ پیر فرمائے۔ اس پر فوراً یقین کرے۔ اور کسی قسم کا شک دل میں نہ لائے۔ کیونکہ پیر مرید کے لئے بمنزلہ مشاطہ ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ مرید کی کمالیت کے لئے کہتا ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ کوئی شخص شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی

کہ میں بیعت کی نیت سے آیا ہوں۔ اگر آپ قبول فرمائیں۔ فرمایا: مجھے منظور ہے۔ لیکن جو کچھ میں کہوں گا۔ اس پر عمل کرنا ہوگا۔ عرض کی بسر و چشم۔ پوچھا: کلمہ کس طرح پڑھتے ہو؟ عرض کی۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں۔ اس طرح کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ مرید درست اعتقاد تھا۔ اس نے فوراً اسی طرح کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا: اے عزیز! میں تو آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم کا ادنیٰ چاکر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم ہی رسول اللہ ہیں۔ میں تو تیرا اعتقاد آزمانا چاہتا تھا۔

بعد ازاں سجدے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سجد بغير الله فقد كفر۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منها۔ لیکن گزشتہ امتوں کے لئے والدین، پیر، استاد اور بادشاہ کو سجدہ کرنا مستحب تھا مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک آیا تو استجاب سجدہ جاتا رہا۔ صرف مباح رہ گیا۔ جیسا کہ ایام نبیض کے روزے پہلے فرائض میں داخل تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فرضیت نہ رہی۔ صرف استجاب رہ گیا۔ اسی طرح جب سجدے کا استجاب جاتا رہا۔ صرف مباح رہ گیا۔ سو ایسا سجدہ کرنے سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔

مجلس ۲:

## توبہ وغیرہ کے بیان میں

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور عزیز حاضر خدمت تھے تو نہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! سب سے عمدہ اور افضل توبہ اس وقت سمجھی جاتی ہے۔ جبکہ توبہ کرنے والا جس کام سے توبہ کرے۔ پھر اس کے گرد نہ بھٹکے۔ اگر اس قسم کی توبہ نہ کرے۔ تو وہ توبہ نہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ راہ سلوک میں توبہ اس وقت درست ہوتی



ہے کہ تائب اگر مٹی کو چھوئے تو سونا ہو جائے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جب شیخ الاسلام خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی۔ تو راہزنی میں جن جن لوگوں کا مال لوٹا ہوا تھا۔ بعض کو مال واپس کر دیا تھا۔ اور بعض سے معافی مانگی۔ ان میں سے ایک یہودی بھی تھا جو کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا۔ آپ نے اس سے معافی مانگی تو یہودی نے کہا: اگر پاؤں تلے کی مٹی مٹھی بھر لے کر اسے سونا بنا دے تو میں تجھ سے راضی ہو جاؤں گا۔ خواجہ صاحب نے فوراً پاؤں تلے سے مٹی نکال کر اسے دے دی جو فوراً سونا بن گئی۔ یہ دیکھ کر یہودی فوراً مسلمان ہو گیا اور کہا کہ فی الواقعہ تائب وہی ہوتا ہے جس کے ہاتھ لگنے سے مٹی بھی سونا ہو جائے۔ بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ اے درویش! میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے: (۱) توبہ زبان، (۲) توبہ چشم، (۳) توبہ گوش، (۴) توبہ دست، (۵) توبہ پاء، (۶) توبہ نفس: پھر فرمایا کہ زبان کی توبہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ زبان کو تمام ناشائستہ باتوں سے دور رکھے۔ اور یہودہ باتیں نہ کرے اور جو بات نہ کہنے کے لائق ہے اسے زبان سے نہ نکالے۔ نیز تازہ وضو کر کے دو گانہ شکر ادا کرے۔ اور قبلہ رخ ہو کر بار الہی میں عرض کرے کہ پرودگار! زبان کر برا کہنے کر برا کہنے سے توبہ عنایت کر اور اپنے ذکر کے سوا دوسری باتیں اس سے دور رکھ۔ بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والشرع ولذین قدس اللہ سرہ العزیز کے رسالے میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب صبح صادق ہوتی ہے۔ تو ساتوں اعضاء زبان حال سے زبان کے روبرو فریاد کرتے ہیں۔ کہ اے زبان! اگر تو اپنے تئیں محفوظ رکھے گی تو ہم سلامت رہیں گے۔ اور اگر اپنے تئیں نہ سمجھے گی۔ تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔

بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ العزیز اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ انسان کے ہر ایک اعضاء میں شہوت اور حرص ہے۔ جو آدمی کے لئے حجاب کا سبب ہوتے ہیں جب تک ان شہوتوں اور حرصوں سے توبہ نہیں کرتا۔ وہ ہرگز ہرگز کسی مقام تک نہیں پہنچتا۔ وہ اعضاء یہ اول آنکھ۔ جس میں بینائی کی شہوت ہے دوسرے ہاتھ۔ جس میں چیز کو چھونے اور پکڑنے کی خاصیت ہے۔ تیسرے کان جن میں سننے کی خاصیت

ہے۔ چوتھے۔ ناک۔ جس میں سونگھنے کی صفت ہے۔ پانچویں۔ خلق۔ جس میں چمکنے کی صفت ہے۔ چھٹے۔ زبان۔ جس میں کہنے کی صفت ہے۔ ساتویں۔ بدن۔ جس میں چھوٹنے کی صفت ہے۔ آٹھویں۔ ہوش و عقل۔ جس میں نیک و بد کی صفت رکھی گئی ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ توبہ وہی اچھی ہے۔ جو موت سے پہلے کی جائے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ عجلوا بالصلوة قبل الفوت و عجلوا بالتوبة قبل الموت۔ یعنی نماز فوت ہونے سے پہلے ادا کرو۔ اور مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو۔ بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ آج کو غنیمت سمجھے۔ واللہ اعلم کل۔ اس قدر فرصت ملے یا نہ ملے۔ چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ و العزیز فرماتے ہے۔

الا امروز کارے کن کہ فردا رستگار آئی  
 بد بیا بیشتر کبر دند نباشد این ز دانائی  
 چو عقبتے زان بنماید در انصاف بکشاید  
 مبادا این ندا آید مرد مارا نغی شائی  
 میارا از دیدگان باران چو ہستی از گنہگاروں  
 نگرودی کار ہو شیاروں مگر مجنون و شیدائی  
 گناہا نم ز پیوستہ دلم در گری رفتہ  
 بگوائے قصب دل خستہ چو اورزہ نغی آئی  
 تو در صفت گنہگاروں بمانی عاجز و حیران  
 بترس اے آخر ناداں ازاں قضاح در سوائی  
 چو گردی شایہ ترکستان ترا صد قصر و صد لبستان  
 بود جائے تو گورستان بتارکی و تہائی

جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے تو حجرے میں جا کر یا دالہی میں مشغول ہو گئے اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

## مشغولی کے بیان میں

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا تو مولانا العابدین، مولانا منہاج الدین اور عزیز حاضر خدمت تھے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اے درویش! طالب حق کو دن رات یاد حق میں مشغول رہنا چاہئے۔ خواہ کسی حالت میں ہو۔ یاد الہی سے غافل نہ ہو۔ اس واسطے کہ زندگی کے دم گنتی کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

غافل را حیات نفس یک نفس مباحش شاید ہمیں نفس نفس واپس بود

جب تک دم میں دم ہے۔ کوشش کرتے رہو۔

پھر فرمایا: اے درویش! میں نے سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان گوہر افشان سے سنا ہے کہ یاد الہی کے سات وقت ہیں۔ تین دن میں اور چار رات میں۔ دن میں حسب ذیل ہیں۔ صبح سے اشراق تک، اشراق سے چاشت تک، پھر عصر کی نماز سے شام کی نماز تک، اور رات میں حسب ذیل ہیں۔ شام کی نماز سے عشاء کی نماز تک، عشاء کی نماز سے تہجد کی نماز تک، تہجد کی نماز سے صبح کاذب تک اور صبح کاذب سے صبح صادق تک۔ پھر فرمایا کہ میں نے محبوب العاشقین میں لکھا دیکھا ہے کہ فارغ مشغول اسے کہتے ہیں جو ظاہر و باطن میں یاد الہی میں مشغول ہو۔ اور غیر حق سے فارغ ہو۔ جیسا کہ ایک بزرگ ہندی زبان میں فرماتے ہے۔

یہ جی پوتن کر رہوں لے سا جن کنبھ ناتھ

سہہ رس کیکو یہ سوں کے لکھا دن ناتھ

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! شیخ الاسلام خولجہ یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ایک رسالے میں لکھتے ہیں کہ اپنے اوپر پانچ چیزیں لازمی کرنی چاہئیں۔ تاکہ باطنی صفائی حاصل ہو۔ اول مسواک۔ دوم کلام الہی کا پڑھنا۔ اگر نہ پڑھ سکے تو سورۃ اخلاص پڑھے۔

سوم۔ صائم الدہر ہوا اگر اتنا نہ ہو سکے۔ تو ایام بیض کے ہی روزے رکھے۔ چہارم۔ قبلہ رخ بیٹھے۔ پنجم با وضو ہے۔ بعد ازاں اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی کہ چار عالم کسے کہتے ہیں۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ راہ سلوک میں جو درویش ان چاروں عالموں سے باخبر نہیں۔ وہ درویش ہی نہیں۔ جھوٹ موٹ اپنے تئیں درویش کہلاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے خرقہ بھی پہننا روا نہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ وہ چار عالم یہ ہیں۔ ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت۔ پھر ہر ایک کی شرح یوں بیان فرمائی ہے کہ عالم ناسوت عالم حیوانات ہے۔ اور اس کا فعل حواسِ خمسہ سے ہے۔ جیسے کھانا، پینا، سونگھنا۔ دیکھنا اور سننا۔ جب سالک ریاضت اور مجاہدہ کفر کے اس عالم سے گزرتا ہے۔ تو ان تمام صفات سے دوسرے عالم میں جسے عالم ملکوت کہتے ہیں۔ پہنچتا ہے۔ یہ عالم عالم فرشتگان ہے۔ اس کا فعل تسبیح، تہلیل، قیام، رکوع اور سجود ہے۔ جب اس عالم سے گزرتا ہے۔ تو تیسرے عالم میں پہنچتا ہے۔ جسے عالم جبروت کہتے ہیں۔ یہ عالم روح ہے۔ اور اس کا فعل صفاتِ حمیدہ ہیں۔ جیسے شوق، زوق، محبت، اشتیاق، طلب، وجد، سکر، سہو، مجد اور محو۔ جب ان صفات سے گزرتا ہے۔ تو عالم لاہوت میں پہنچتا ہے۔ جو بے نشان عالم ہے۔ اس وقت اپنے آپ سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اسی کو لامکان بھی کہتے ہیں۔ یہاں پر نہ گفتگو ہے نہ جستجو۔ قولہ، **تَعَالَىٰ إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ**۔ پھر فرمایا کہ اے درویش! عالم ناسوت نفس کی صفت ہے۔ عالم ملکوت دل کی صفت عالم جبروت روح کی صفت اور عالم لاہوت رحمان کی صفت ہے۔ پس ہر ایک میں اس کے مناسب حال و مقام ایک خاص صفت ہے۔ چنانچہ نفس اس جہان کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جو شیطان کا مقام ہے۔ اور دل بہشت جاودان کی طرف مائل ہوتا ہے۔ روح رحمان اور پوشیدہ اسرار کا طالب ہوتا ہے۔ جو نفس کی متابعت کرتا ہے۔ وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ جو دل کی تابعداری کرتا ہے۔ وہ بہشت حاصل کرتا ہے۔ جو روح کی متابعت کرتا ہے۔ اسے قرب الہی حاصل ہوتا ہے۔ پھر مناسب موقعہ کے شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی حسب ذیل رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

## رباعی

اگر درہ تن روی مہیانا راست  
 در دروہ جانناں روی جانناں خواہی  
 در دروہل روی بہشت داراست  
 قصہ چکنم حاصل است دیداراست  
 جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہوئے۔ اور لوگ واپس چلے  
 آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

مجلس ۴

## فرائض دائمی۔ ذکر خفی۔ ذکر جلی اور

### اُس کی ماہیت کے بیان میں

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مولانا بدرالدین، مولانا منہاج الدین  
 میراں سید محمد اور دوسرے عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش!  
 سالک کو یہی سمجھنا چاہئے کہ اصلی زندگی وہی ہے۔ جو یاد حق میں گزرے۔ اور جو اس کے  
 علاوہ ہے۔ وہ بمنزلہ موت ہے۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کل  
 نفس ینخرج بغیر ذکر اللہ فہو میت۔ جو دم یاد الہی کے بغیر گزرے۔ وہ مردہ ہے زندگی  
 وہی ہے۔ جو یاد حق میں گزرے۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

زندگی نتوان گفت حیاتے کہ مرا است

زندہ آنست کہ با دوست حیاتے دارد

پھر فرمایا کہ جب ایسی حالت ہے۔ تو یاد حق سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ ہر وقت  
 اور ہر مقام میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَادْكُرُ اللّٰہَ قِیَامًا  
 وَقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِكُمْ۔ یعنی اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو۔ پس  
 اے درویش! حکم یوں ہے کہ دم بدم یاد حق میں مشغول رہے اور کوئی دم بھی غفلت سے بسر نہ  
 کرے پھر حسب حال یہ شعر پڑھا۔

خوش وقت آں کساں کہ ہمہ روز تا بہ شب

تسبیح درویشان است ہمہ دوست دوست دوست

بعد ازاں فرمایا کہ اس قسم کی یاد دائم الفرض یہ ہے کہ ہر دم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ کا ذکر کرتا رہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ لَمْ  
يُودِ الْفَرَضِ الدَّائِمِ لَنْ يَقْبَلَ اللَّهُ فَرَضَ اتِّوَقَاتٍ . یعنی جو شخص فرض دائمی ادا نہیں  
کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا۔ چار فرض وقتی یہ ہیں۔ نماز، روزہ، حج  
اور زکوٰۃ۔ پانچواں دائمی فرض لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ہے۔ پس طالب حق کو  
اس دائمی فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ  
العزیز فرماتے ہیں۔

مزن بے یاد مولا یک نفس را اگر در صومعہ یاد کنشتی

پس انسان کو سانس لیتے وقت اور باہر نکالتے وقت ہر حالت میں ذکر رہنا چاہیے۔ تا  
کہ اس دائمی ذکر سے دل کی اصلاح ہو۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا بکل شیء مصقلہ  
القلب ذکر اللہ تعالیٰ یعنی ہر چیز کی کوئی نہ کوئی صقل کرنے والی چیز ہوتی ہے۔ سو دل کو  
صاف کرنے والی چیز ذکر الہی ہے۔

پھر فرمایا کہ بعض درویش ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کی زبان سالک ہوتی اور دل یاد  
میں مشغول ہوتا ہے چنانچہ خود کانوں سے سن لیتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ  
نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔  
ایک خفی۔ دوسری جلی۔ لیکن سالک کو پہلے جلی شروع کرنا چاہئے۔ پھر خفی۔ ذکر جلی زبان  
سے تعلق رکھتا ہے۔ زبان سے ذکر جلی کر کثرت سے کرنی چاہیے تاکہ اس کی کثرت سے خفی  
حاصل ہو۔ ذکر جلی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے اور چوتھی مرتبہ  
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کہے پھر فرمایا کہ ذکر کرتے وقت دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے اور سر کو  
بائیں طرف سے دائیں طرف جنینش دے۔ اور تصوڑ یہ کرے کہ جو چیز حق تعالیٰ کے سوا ہے  
سب دل سے دور کر دی ہے جیسا کہا یک بزرگ فرماتے ہیں۔

تا بجا روب لا زوبی دل را نری در مقام الا اللہ

پھر دائیں طرف سے بائیں طرف جنبش دے۔ اور لا الہ کے اور لا اللہ کہتے وقت یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پھر اسم اللہ کہے ذکر میں مشغول ہو جائے اور اس قدر ذکر کرے کہ اپنے کانوں سے سن لے۔ یہ تو ذکر جلی کا طریقہ تھا۔ اب ذکر خفی کا طریقہ کا طریقہ سنئے۔ حضرت شیخ العالم خواجہ فرید الحق قدس اللہ سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ ذکر خفی میں دم بند کر کے ذکر کرے۔ جب تنگ ہو تو آہستہ سے ناک کی راہ سانس لے۔ منہ پھر بھی بند ہی رکھے۔ ایسے اشغال سے دل صف ہو جاتا ہے۔ دم کی رکاوٹ آگ کی تنگی سے بھی بڑھ کر ہے۔ جس سے دل کر ارد گرد کی غلاظتیں جل کر خاک سیاہ ہو جاتی ہیں۔ اور دل صاف ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ بات کم کھانے اور رات کو جاگنے سے حاصل ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کس قدر کھانا چاہئے۔ فرمایا کہ ایک حدیث میں آیا ہے بینبغی السالک تقلیل الطعام۔ یعنی سالک کو اعتدال سے کھانا کھانا چاہئے۔ اگر درویشوں کی بھوک ہو۔ تو ایک کھائے۔ اور اس قدر نہ کھائے کہ سستی پیدا ہو۔ پھر فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ان لحکمتہ لفی قلب انجائع و لو کان کافرًا لا سیمًا اهل الایمان۔ یعنی بے شک حکمت بھوک کے دل میں ہوتی ہے۔ خواہ وہ کافر ہی ہو۔ خاص کر اہل ایمان میں زیادہ ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ سالک کو روزہ رکھنا چاہیے۔ کیونکہ روزے کی فضیلت بہت ہے۔ پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ فرمایا کہ شیخ الاسلام شیخ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ سالک کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ جب تک وہ تزکیہ تصفیہ اور تجلیہ نہیں کرے گا۔ وہ کبھی کسی مقام پر نہیں پہنچے گا۔ اور درویشی کے جواہر اس میں ظاہر نہیں ہوں گے۔ اس واسطے کہ یہ تزکیہ تصفیہ اور تجلیہ شریعت، طریقت اور حقیقت کے لئے ہوتا ہے۔ تزکیہ نفس سے شریعت حاصل ہوتی ہے۔ جو نماز ادا کرنے، روزہ رکھنے اور دم بدم ذکر جلی میں مشغول ہونے پر منحصر ہے۔ تصفیہ دل سے طریقت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو نماز ادا کرنے، روزہ رکھنے اور دم بدم خفی کرنے پر ہے۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ جب تجلیہ روح حاصل ہوتی ہے۔ تو سات گواہر جو دلی

خزانے میں ہیں۔ روشن ہوتے ہیں۔ پہلے گوہر روشن ہوتا ہے۔ جس کی علامت یہ ہے۔ کہ موجودات کے کل وجود سے متنفر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد گوہر ۱ عشق ظاہر ہوتا ہے۔ جس کی علامت شوق، اشتیاق و رد، اندوہ، حیرانی اور بے خودی ہے۔ اور جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے۔ پھر گوہر ۲ محبت ۳ ظاہر ہوتا ہے۔ جس کی علامت دل کو محبت غیر سے خالی کرنا اور ہر حالت میں رضائے حق پر راضی رہنا۔ پھر گوہر ۴ ظاہر ہوتا ہے۔ جس کی علامت مواہب الہی سے واردات کی آگہی ہے۔ پھر گوہر ۵ روح ۵ ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت یہ ہے۔ کہ تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ جب انسان اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ تو حقیقت سے انجام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور انوار تجلی سے متصف ہو جاتا ہے۔ اور اٹھارہ ہزار عالم کو اپنی دو انگلیوں میں دیکھتا ہے۔ جس میں قدرت حق کا تماشا کرتا ہے۔ اور جس قدر اس کے نصیب ہوتا ہے۔ اس دریا میں غواصی کرتا ہے۔ اور اپنی طاقت کے موافق اس سے نصیب ملتا ہے۔ انسان کو اس سعادت سے اپنے تئیں محروم نہیں رکھنا چاہئے۔ پھر حضرت سلطان المشائخ نے یہ اشعار زبان مبارک سے فرمائے۔

تو باں راہ زرفہ ازاں رہ نہ نمودند      ورنہ رہ این درگہ بر تو کشووند  
جاں در رہ دوست باز اگر میخوای      تو نیز چناں شوی کہ ایساں بُو دند  
جب خوابہ صاحب یہ فواند ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جا کر یاد الہی میں مشغول ہو گئے  
اور میں اور اور لوگ چلے آئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ .

مجلس ۵:

فرضی اور نفل نمازوں کے اوقات

اوراد و غیرہ کے بیان میں

جب قد مبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا محمد مساوی، مولانا منہاج الدین



اور مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہم اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ جو نماز وقت پر ادا کی جائے۔ اس کا وصف بیان نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا کہ صلوٰۃ مسعودی میں امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے میں نے لکھا دیکھا ہے کہ نماز وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وقت مکروہ ہو جائے۔ اور نماز جائز نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ میں نے حجۃ المسلمین میں لکھا دیکھا ہے کہ جو نماز وقت مقررہ پر ادا کی جائے۔ وہ معتبر اور مقبول ہوتی ہے۔ فریضہ نمازوں کے اوقات حسب ذیل ہیں۔ اوّل فجر۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک۔ دوم ظہر۔ دن ڈھلنے سے سایہ دو چند ہونے تک۔ سوم عصر۔ خروج ظہر سے غروب آفتاب تک۔ چہارم شام۔ غروب ہونے سے شفق زائل ہونے تک۔ پنجم عشاء۔ خروج مغرب سے لے کر صبح صادق تک ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان گوہر فشاں سے سنا ہے کہ جو نمازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی ہیں۔ وہ تین طرح ہیں: ایک وہ جو وقت کے متعلق ہیں۔ دوسری وہ جو سبب کے متعلق ہیں۔ اور نہ سبب کے ہر روز۔ وہ نمازیں حسب ذیل ہیں۔ پانچ فریضہ اور تین نفلی۔ ایک چاشت کی۔ دوسری اوابین۔ بعد از شام۔ خواہ آٹھ رکعت ادا کرے۔ خواہ چھ۔ ایک اور نماز ہے۔ جو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو ادا کی جاتی ہے۔ جو نمازیں سال میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ دو عیدوں کی، تراویح کی اور شب بارات کی۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ جن نمازوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ وقت کے متعلق ہیں۔ جو سبب کے متعلق ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ایک استسقاء کی۔ دوسری کسوف و خسوف کی۔ اور جو نماز نہ وقت سے متعلق ہے۔ نہ سبب کے۔ وہ نماز تسبیح ہے۔ خواہ کسی وقت ادا کی جائے۔

پھر فرمایا کہ جو شخص شکر عمل میں بجالانا چاہے۔ اسے یہ طریق اختیار کرنا چاہئے کہ سحر کے وقت تازہ وضو کرے اور گانہ شکر ادا کر کے تین مرتبہ یہ آیت پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمَسُوْنَ وَحِیْنَ  
نُصْبِحُوْنَ وَلِیْلَةِ الْحَمْدِ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَحِیْنَ  
نُظْهِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیْتِ وَیُخْرِجُ الْمِیْتِ مِنَ الْحَیِّ

وَيُخَيِّ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ .

پھر دو رکعت نماز سنت صبح ادا کرے۔ پہلی رکعت میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے۔ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد اَلَمْ تَرَ كَيْفَ۔ اس نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا نورا و زوسرورنا و حضورنا و زوطاعتنا و زدوزو نعمتنا و محبتنا و زوعشقنا و زوشوقنا و زوزوقنا و زومعرفتنا و حالتنا و زوحولنا و زوالسنا و زد علمنا و زوحلمنا و زوقوتنا بحرمت جميع حرون القرآن و بحرمتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین .

اور طلوع آفتاب تک اس وقت کو غنیمت سمجھے۔ پھر نماز اشراق ادا کرے۔ اور یا و الہی میں مشغول رہے۔ پھر چاشت کے وقت بارہ رکعت تین سلاموں سے اس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی چار رکعتوں میں چاروں ”اِنَّا“ پڑھے پہلی رکعت میں اِنَّا اَوْصینا دوسری میں اِنَّا ارسلنا . تیسری میں اِنَّا انزلنا اور چوتھی میں اِنَّا اعصینک پڑھے۔ دوسری چار رکعتوں میں سے پہلی میں وَالشَّمْسُ دوسری میں وَاللَّيْلُ۔ تیسری میں وَالضُّحٰی اور چوتھی میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے۔ اور باقی کی چار رکعتوں میں چاروں قل پڑھے۔ پھر جب سایہ ڈھلے۔ تو چار رکعت نماز فی الزوال ادا کرے۔ اور ظہر کی چاروں سنتوں میں چاروں قل پڑھے۔ پھر فرمایا کہ حجۃ الاسلام میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ کو شخص عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورہ عم پڑھے۔ وہ حق تعالیٰ کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہے کہ نماز شام کے بعد بیس رکعت نماز او آئین ادا کرے اور اس میں جو کچھ وہ جانتا ہو۔ پڑھے۔ اور پھر سربسجود ہو کر تین مرتبہ یہ کہے اَللّٰهُمَّ ارزقنی توبتہ تو جب محبتک فی قلبی یا ماجیب التوابین . پھر دو رکعت حفظ الایمان اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سات مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک مرتبہ سورہ الناس پڑھے۔ پھر سربسجود ہو کر تین مرتبہ کہے یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان اس کے نصیب کرے گا۔ اور اس کا جو دم گزرے گا۔ کفایت سے گزرے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے اسرار الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص عشاء کے بعد دو

رکعت نماز روشنائی چشم کے لئے اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد انسا اعطینک تین مرتبہ پڑھے۔ اور پھر بسجود ہو کر یہ کہے۔ مستغنی لسمعی و بصری واجعلها الوارث۔ تو اس کی بنیائی ایسی تیز ہو جاتی ہے کہ دن کو ستارے دیکھنے لگتا ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین سرہ عزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جو شخص آدمی رات کو اٹھ کر تازہ وضو کرے۔ اور پھر چار رکعت صلوة العاشقین اس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیتہ الکرسی پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ اخلاص۔ تیسری رکعت میں اَمِنَ الرَّسُولُ تین مرتبہ اور چوتھی رکعت میں اخلاص تین مرتبہ۔ پھر سلام کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَ یَا مُفْتِحَ الْاَبْوَابِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ وَ الْاَبْصَارِ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحِیْرِیْنَ ارْشِدْنِیْ وَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اغْثِنِیْ تُو کَلْتَ عَلَیْکَ یَا رَبِّ افِضْ اَمْرِیْ اِلَیْکَ یَا رَبِّ اَرْجُوکَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّحْمِیْنِ پھر فرمایا کہ بیداری شب میں اختلاف ہے۔ بعض مشائخ رات کے پہلے حصے میں بیدار رہتے ہیں۔ اور بعض پہلے حصے میں سو جاتے ہیں اور آدمی رات کو اٹھ کر یاد الہی میں مشغول ہوتے ہیں لیکن عمدہ طریقہ بھی یہی ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ عادت تھی کہ آدمی رات کو جاگتے۔ موڈن موجود ہوتا۔ اسی وقت عشاء کی نماز ادا کرتے۔ اور پھر صبح صادق تک بیدار رہتے۔ اور سارا وقت قرآن شریف کی تلاوت، نماز، ذکر اور فکر میں بسر کرتے۔

بعد ازاں فرمایا کہ پہلے مشائخ نے اسی طرح کام کیا ہے۔ تب کہیں قرب الہی حاصل کیا ہے۔ اگرچہ فیض الہی نازل ہوتا ہے۔ لیکن اپنی طرف سے کما حقہ کوشش کرنی چاہیے۔

گرچہ ایزد دہد ہدایت دین

سالک را اجتہاد باید کرد

نامہ کاں بختر خوانی خواند

ہم از نیجا سواد باید کرد

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ

واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

## قرآن مجید کی تلاوت اور اسے حفظ

### کرنے کے بیان میں

قرآن شریف کی تلاوت کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت اہل سلوک بھی حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! قرآن شریف کی تلاوت کرنا تمام عبادتوں سے افضل اور بہتر ہے۔ دنیا اور آخرت اور جو کچھ بھی ان میں ہے۔ سب سے بہتر قرآنی تلاوت ہے، جب صورت یہ ہے۔ تو انسان کو ایسی نعمت سے غافل نہیں رہنا چاہیے اور اپنے آپ کو محروم نہیں رکھنا چاہیے۔

پھر فرمایا کہ میں نے حجۃ الاسلام میں لکھا دیکھا ہے کہ جس دل میں قرآن شریف آتا ہے۔ وہ گناہ اور حرص سے پاک ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت میں دو فائدے ہیں۔ ایک حظ چشم یعنی آنکھ کی روشنائی کبھی کم نہیں ہوتی اور نہ آنکھ درد کرتی ہے۔ دوسرے ہر وقت کی تلاوت سے ہزار سالہ عبادت کا ثواب اعمال نامے میں لکھا جاتا ہے۔ اور اسی قدر بدیاں دور کی جاتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ مصباح الارواح میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب حافظ قرآن فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کی جان نوری قندیل میں ڈال کر ہزار بار انوار تجلی سے قرب الہی نصیب کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن حافظ قرآن (آمناء و صدقنا) بہشت میں جائیں گے۔ اور ہر ایک کو الگ الگ تجلی ہوگی۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن تمام انبیاء اور اولیاء کو یکبارگی تجلی ہوگی۔ میں نے عرض کی کہ اگر یاد نہ ہو سکے۔ تو دیکھ کر پڑھنے کی بابت کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ اچھا ہے۔ اس میں آنکھوں کو بھی حظ حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر حرف کے بدے سو سال کی عبادت کا ثواب اسکے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے دلیل السالکین میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ مجھے حفظ نصیب ہو۔ تو اسے سورہ یوسف ہمیشہ پڑھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے حفظ اس کے نصیب کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ شیخ الاسلام شیخ معین الحق والشرع قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن حفظ نہ تھا۔ اس وجہ سے مترد و خاطر رہتے تھے۔ ایک رات خواب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ متحیر کیوں رہتے ہو؟ عرض کی کہ قرآن شریف حفظ کرنے کی خاطر۔ فرمایا۔ سورہ یوسف پڑھا کرو انشاء اللہ حفظ ہو جائے گا۔ اور آخر عمر میں ہر روز پانچ مرتبہ قرآن شریف پڑھ کر پھر کسی کام میں مشغول ہوتے۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! شیخ الاسلام قطب الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کو ابتداء میں قرآن شریف حفظ نہ تھا۔ اس وجہ سے آپ مترد و خاطر رہا کرتے تھے۔ ایک رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر پاپے مبارک پر سر رکھ دیا۔ اور عرض کی کہ میں کچھ التماس کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ کہو! میں نے عرض کی کہ مجھے قرآن شریف حفظ ہو جائے۔ فرمایا: سورہ یوسف یاد کر کے پڑھا کرو! آپ نے سورہ یوسف کو پڑھنا شروع کیا۔ تو تھوڑے عرصے میں اس کی برکت سے قرآن شریف حفظ ہو گیا۔

پھر فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف حفظ کرنا چاہے۔ وہ سورہ یوسف یاد کر کے پڑھا کرے۔ انشاء اللہ خدا تعالیٰ کی برکت سے باقی قرآن شریف بھی حفظ ہو جائیگا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جا کر یاد الہی میں مشغول ہو گئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

مجلس ۷:

## محبت وغیرہ کے بیان میں

محبت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جب قد مبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت

مولانا بدرالدین، مولانا منہاج الدین، مولانا مساوی اور میراں سید محمد وغیرہ سب حاضر

خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ اسے غیر کی محبت سے کیا واسطہ؟

اس واسطے کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے۔ اس میں غیر کی محبت نہیں رہتی۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں نے انیس الارواح میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ عالم سکر میں تھا۔ اسی حالت میں اس نے کہا۔ لیس لی سواک و لا قلبی بغيرك و اغب۔ یعنی تیرے سوا میرے کچھ نصیب نہیں۔ اور نہ میرا دل تیرے غیر کی طرف راغب ہے۔

پھر فرمایا کہ محبت کا مقام تمام مقامات سے برتر ہے۔ اس مقام کے لائق وہی شخص ہوتا ہے۔ جو تمام مرادات سے فارغ ہو۔ اور جسے اللہ تعالیٰ کی طلب سے سوا کسی بات کا شعور ہی نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک محبت ذات۔ دوسری صفات۔ محبت ذات مواہب سے ہے۔ اور محبت صفات حاصل کی جاتی ہے۔ جو مواہب کے متعلق ہے۔ اسے کسب و عمل سے کچھ تعلق نہیں۔ اور جو کسب کے متعلق ہے۔ اس کے لئے محبت کی جاسکتی ہے

پھر فرمایا کہ میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ مبتدی محبت کی مشق کرتا ہے۔ تو چار چیزیں اسے پیش آتی ہیں۔

یعنی ۱۔ خلق، ۲۔ دنیا، ۳۔ نفس، ۴۔ اور شیطان۔

پس خلقت کے دور کرنے کا طریقہ گوشہ گیری ہے اور دنیا کو ترک کرنے کے لئے فسادت اور نفس اور شیطان کے دفعے کے لئے دمیدم اللہ تعالیٰ سے التجاء کرنی چاہئے۔ پھر یہ دونوں قدیمی دشمن ہیں۔ اس لئے طالب کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے ورغلاء کر غیر کی محبت میں لا ڈالتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ میں نے مونس الارواح میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ آپ کتنے عرصے میں مقام محبت پر پہنچے۔ فرمایا تین دن

میں۔ پہلے روز دنیا کو ترک کیا۔ دوسرے روز آخرت کو اور تیسرے دوز مقام محبت پر پہنچ گیا۔ جب یہ بات رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے سنی۔ تو فرمایا۔ پہنچ تو گیا لیکن دیر بعد جب میں نے حق تعالیٰ کی محبت طلب کی۔ تو پہلے قدم میں اپنے تئیں گم کیا۔ دوسرے قدم میں آخرت کو۔ اور تیسرے قدم میں مقام محبت پر پہنچ گئی۔

پھر فرمایا کہ خاص محبت اس کا نام ہے کہ محبوبہ چیز کو دوست کی خاطر ایثار کر دے۔ جیسا کہ بہتر ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کرنا چاہا۔ تو حکم ہوا کہ اے ابراہیم! تو ہماری دوستی میں ثابت قدم ہے۔ اپنے بیٹے کو چھوڑ دے۔

پھر خواجہ زار زار روئے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آئے تو فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے۔ کہ اگر اسے ذرہ ذرہ کر دیا جائے۔ یا آگ میں جلا دیا جائے تو ثابت قدم رہے۔ جو ان حالتوں میں ثابت قدم نہ ہوگا تو وہ محبت میں بھی ثابت قدم نہ ہوگا۔

پھر فرمایا کہ میں نے دلیل العاشقین میں لکھا دیکھا ہے کہ خواجہ منصور حلاج کو بازار میں لا کر سولی چڑھانے کا حکم ہوا تو آپ خود ہنسی خوشی سولی پر چڑھ گئے۔ اور خلقت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ محبت اور عشق بازی کی دور کعتیں ہیں۔ جن کا وضو اپنے خون سے کیا جاتا ہے۔ سو وہ بھی سولی پر چڑھ کر کعتان فی العشق الوضوء لا بد منه۔ پھر جب خواجہ شبلی علیہ الرحمۃ نے آپ سے پوچھا کہ محبت میں کمالیت کس بات کا نام ہے۔ فرمایا۔ یہ کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے تو صدق سے اپنے خون سے محبوب کے لئے چہرہ سرخ کرے۔ پہلے روز اسے قتل کریں۔ دوسرے روز جلائیں۔ اور تیسرے روز خاکستر کو بہتے پانی میں پراگندہ کریں۔ جو شخص یہ سب کچھ برداشت کرے۔ اور دم نہ مارے۔ تو سمجھو کہ وہ مقام محبت کے لائق ہے۔ پھر خواجہ صاحب زار زار روئے اور نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آ کر فرمایا کہ خواجہ منصور حلاج پر ہزار رحمت کہ وہ اس دنیا سے عشق و محبت میں ثابت قدم گیا۔

پھر فرمایا کہ میں نے حسب ذیل رباعی سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ عزیز کی زبان مبارک سے سنی تھی۔

## رباعی

آنروز مباد کز تو بیزا ر شوم      یا با دگرے دریں جہاں یار شوم  
گر برسوئے کوئے تو مرادارکنند      خود رقص کنناں بر سر آں دار شوم

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مصر میں ایک دیوانہ تھا۔ جس کی گردن میں طوق اور زنجیر تھی۔ اور بیڑیاں پاؤں میں۔ اسی حاصل میں وہ قبرستان میں بیٹھا تھا کہ شیخ الاسلام ابوعلی قازمدی رحمۃ اللہ علیہ پاس سے گزرے۔ تو فرمایا کہ مرد خدا! ذرا ادھر آنا جب آگے بڑھا۔ تو پاس آ کر کہا۔ جب آج رات یادِ الہی میں مشغول ہو۔ تو دوست کو میرا یہ پیغام دینا کہ میرا گناہ صرف یہی تھا کہ میں نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ سو اس کے عوض تو نے مجھے طوق اور زنجیر اور بیڑیوں پہنائیں۔ مجھے تیرے عز و جلال کی قسم! کہ اگر تو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی مصیبتوں کو طوق بنا کر میرے گلے میں ڈال دے۔ اور تمام جہان کو بیڑیاں بنا کر میرے پاؤں میں پہنا دے۔ تو بھی تیری محبت میرے دل سے ذرہ بھر کم نہ ہوگی خواجہ صاحب اس بات پر زار زار روئے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ بیابان میں سے جا رہا تھا۔ وہاں پر گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت ایک شخص کپڑے پر ننگے پاؤں کھڑا دیکھا۔ جو آسمان کی طرف نمٹکی لگائے ہوئے حیران تھا۔ اس بزرگ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ استغراق کیا ہی اعلیٰ درجے کا ہے۔ جب آگے بڑھ کر اپنی آنکھیں اس مرد کے قدموں پر رکھیں۔ تو اس نے ہوش میں اگر اس بزرگ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ اے عزیز! بس کراتنا ہی کافی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں تجھ سے گفتگو کروں۔ اور دوست کو غیرت آئے۔ اور تجھے میرے پاس رہنے دے۔ یہ کہہ کر پھر عالم تحیر میں محو ہو گیا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ محبت اور عزت ایک ہی درخت کا پھل ہیں۔ جتنی محبت زیادہ ہوگی۔ اتنی عزت زیادہ ہوگی۔

پھر عالم تحیر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ عالم تحیر بہت اعلیٰ ہے اس میں وہی محو ہوتا ہے۔ جس کے نصیب میں ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس شخص کو عالم تحیر میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ وہ ہر وقت متحیر، مدہوش اور قدرت حق کی آفرینش میں ہوتا



ہے۔ اگر کھڑا ہے۔ تو بھی دوست کی یاد میں۔ اگر بیٹھا ہے۔ تو بھی اسی کی یاد میں اگر لیٹا ہوا ہے۔ تو بھی دوست کی قدرت و عظمت کا تماشاہ کر رہا ہے۔ اگر بیدار ہے۔ تو بھی دوست کے حجابِ عظمت کے گرد ہے۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر رباعی مناسب حال بیان فرمائی۔

### رباعی

عاشق بہ ہوائے دوست مد ہوش بود  
وز یادِ محبت خویش بے ہوش بود  
فردا کہ ہمہ بخسر حیران باشند  
نام تو درونِ در جوش بود

بعد ازاں فرمایا کہ جب اہل تہذیب کی نماز ادا کرتے ہیں۔ تو سورج نکلنے تک وہیں ٹھہرے رہتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوست کی نظر میں مقبول ہو جائیں۔ پھر فرمایا کہ دلیل العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ عالم سکر میں آسمان کی طرف آنکھیں جمائے عالم سکر میں کھڑا تھا۔ اس حالت میں کیا دیکھتا ہے کہ عرش سے کرسی اور کرسی سے عرش تک پوچھ رہا ہے۔ کہ تیری کیا حالت ہے؟ بزرگ یہ دیکھ کر نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو پاس کھڑے ہوئے ایک مرید نے پوچھا۔ یا شیخ! یہ کیا حالت ہے؟ اور اتنا خوف کس وجہ سے ہے؟ فرمایا۔ اے عزیز! حیرانی معاملہ تہذیب میں ہے۔ اس وقت میں عالم سکر میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کرسی سے اور کرسی عرش ہے یہ سوال کرتی ہے کہ تیرا کیا حال ہے؟ پس مجھے معلوم ہو گیا کہ عرش سے فرش تک جو چیز پیدا کی گئی ہے۔ وہ سب اوصاف الہی میں متحیر ہے۔ اور عالم تہذیب میں ہے۔ اسی واسطے میں مارے ڈر کے کانپ اٹھا۔ جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ حیرانی معاملہ تہذیب میں ہے۔ پھر نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ کا حسب ذیل شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

نظامی! این چه اسرار است کز خاطر عیاں کر دی

کے راترس جنباند زباں درکش زباں درکش

جب خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔ تو میں نے آداب بجالا کر التماس کی کہ مجھے شیخ

الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا قول یاد آیا ہے۔ اگر حکم ہو تو پڑھوں؟  
فرمایا پڑھو!

### نظم

از مطلع دل علم یک لمحہ از رخسار او      ذرہ ذرہ مستقیم در پر دہ انوار او  
با آنکہ ذرات تنم ہر یک ہزاراں دیدہ شد      یک ذرہ ہم دیدہ نشد از پر تو رخسار او  
حسنش چو آید جلوہ گر طاقت ندارد چشم سر      از دیدہ دل کن نظر تا بنگری دیدار او  
بگزار کوئے آب و گل در آب قصر جان و دل      با سرے خود متصل سرے ہم از اسرار او  
اظہار حسن دلبرے میںیں زہر مہ پیکرے      پیدا ست اور ہر مظہرے آل حسن آن اظہار او  
خواجہ کنند در خود نظر اندیشہ سازد از بشر      بازش کنند زیر وزیر حیرانم اندو کار او  
پر شد جہاں یکسر از و شد بیک و بد مظہر او      مومن ازو کا فراز و درقید او زونار او  
تر سا بسویش لثافتہ بواز چلیپا یافتہ      ولف تو بر ہم تافتہ آل حلقہ زنا راو  
مسکین معین و یک غزل بر خواند اسرار ازل      بشنو کلام لایزل در کسوت گفتار او  
جب میں (مصنف کتاب) نے یہ غزل پڑھی۔ تو خواجہ صاحب زار زار روئے اور  
فرمایا کہ اے درویش! مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ پھر بہت تعریف کی۔ اور بارانی جبہ اور چار  
ترکی کلاہ عنایت فرمائے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

شکر انہ ہزار دینار دہند

باشیخ گلیم ہر کرا بار دہند

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی بخوبی دیکھتا اور جانتا ہے۔ جو کچھ تو  
دیکھ رہا ہے۔ سب اسی کا ظہور ہے۔ جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو نماز میں  
مشغول ہو گئے۔ میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

## سَمَاعِ وَغَيْرِهِ كے بیان میں

سَمَاعِ وَغَيْرِهِ كے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مولانا محمد مساوی، مولانا محمد قیام الدین اور مولانا بدر الدین صاحب حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ سَمَاعِ کی چار قسمیں ہیں۔ ایک حلال دوسری حرام، تیسری مکروہ، چوتھی مباح۔ پھر ہر ایک کی شرح یوں بیان فرمائی۔ کہ اگر صاحب وجد کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ ہو تو مباح ہے۔ اگر مجاز کی طرف ہو تو مکروہ ہے۔ اگر دل بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف ہے تو حلال ہے اگر بالکل مجاز کی طرف ہو تو حرام ہے۔

پھر فرمایا کہ جو آواز موزوں ہے۔ وہ کس طرح حرام ہو سکتی ہے؟ شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز سَمَاعِ كے بارے میں فرماتے ہیں کہ سَمَاعِ ایک سر حق ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ هُوَ الْآلِبَابُ۔ جب حیوانی خصلتیں جو ذات عالم میں ہیں۔ اس کی ذات سے مبدل ہو جاتی ہیں۔ اور انسانی خصلتیں اس کے دل پر غالب آتی ہیں۔ تو عشق کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور ہیبت سے جنبش شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت باطنی اسرار کا کشف اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کے ذوق سے وہ رقص کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

گر عروسِ سبز پوش مرا روے بنماید

لا جرم طاؤسِ دل در رقص آید

اسی کے مناسب ہندی زبان میں فرمایا۔

بھاگ ننھا کی سا سا جن پیوں ہو پایا

رہی تا چوں سور چوں جب شہ گھر آیا

بعد ازاں فرمایا کہ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایک لوٹھی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے روبرو دف بجارہی تھی۔ اور گارہی تھی۔ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں منع نہ کرو۔ اسی حالت میں رہنے دو۔ کیونکہ ہر قوم کی عید ہوا کرتی ہے۔

پھر فرمایا کہ عوارف میں لکھا دیکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے روبرو سرود کیا جا رہا تھا۔ کہ اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بغیر منع فرمائے بیٹھ گئے۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سرود سن رہے ہیں۔ اور رو رہے ہیں۔ تو آپ بھی رونے لگے۔ پھر امیر المؤمنین عثمان اور علی رضی اللہ عنہما آئے جب سرود سنا تو وہ بھی رونے لگے۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا۔ تو ظہر کی نماز وضو کر کے ادا کی۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی عالم نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین واس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آ کر کہا کہ یہ کب جائز ہے کہ مجمع میں دف اور بانسریاں بجائی جائیں۔ سماع سنا جائے اور صوفی رقص کریں۔ آپ نے فرمایا کہ سماع نہ تو مطلق حرام ہے۔ اور نہ مطلق حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کے لئے حلال کیا ہے۔ اور بعض کے لئے حرام۔ جن کے لئے حرام ہے۔ انہیں نہیں سنی چاہیے۔ لیکن جن کے لئے حلال ہے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیے۔ کہ مزامیر (بانسریاں) وغیرہ کے بارے میں احتیاط اور منع کا حکم بے شک ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اپنے مقام سے گرے۔ تو شرع میں گرے۔ اور اگر شرع سے بھی گر جائے گا۔ تو پھر اس کا ٹھکانہ نہیں۔

پھر فرمایا کہ سماع درد مندوں کے لئے بمنزلہ علاج ہے۔ جس طرح ظاہری درد کے لئے علاج ہوتا ہے۔ اسی طرح باطنی درد کے لئے سماع کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ امام اعظم کوئی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق شرع میں نفس کے ہلاک کرنے کا حکم نہیں آیا اور نہ ہی جائز ہے۔ پس اس قسم کا سماع پر غم اور اہل درد کے لئے مباح ہے۔ اور بے دردوں اور اہل نفس وغیرہ کے لئے شریعت اور طریقت دونوں میں حرام ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جہاں برسماع است مستی و شور  
لیکن چہ بیند در آئینہ نور  
پر یشاں شود گل بیاد سحر  
نہ ہیزم کہ نشگا فدش جز تبر

بعد ازاں مناسب موقعہ کے یہ حکایت فرمائی۔ کہ اصفہان کے بادشاہ کا صرف ایک ہی لڑکا تھا۔ جس سے وہ بہت پیار کیا کرتا تھا۔ ہر وقت اس کو نظر کے سامنے رکھتا ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتا۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ محل سے کہیں گیا ہوا تھا۔ بادشاہ کے لڑکے نے فرصت پا کر سیر کی ٹھانی۔ راہ میں سرود کی جو آواز سنی تو نعرہ مار کر گھوڑے سے گر پڑا۔ خدمت گار ہاتھوں ہاتھ اسے گھر لے آئے۔ اسے بیماری لاحق ہو گئی۔ ملک بھر کے حکیموں کو بلا کر تشخیص کرائی گئی لیکن کچھ معلوم نہ ہوا کہ مرض کیا ہے۔ سب نے متفق ہو کر کہا کہ اس کی بیماری کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اس بیماری کا اثر شہزادے پر یہ ہوا کہ کچھ نہ کھاتا نہ پیتا نہ بولتا۔ بے ہوش اور متحیر رہتا۔ جب کبھی ہوش سنبھالتا۔ صرف اتنا کہتا۔ کہ اندر جلتا ہے۔ یہ کہہ کر پھر بے ہوش ہو جاتا۔ آخر وہ اسی مرض سے فوت ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کا پیٹ پھاڑ کر دیکھو کہ اسے کیا بیماری تھی۔ کیونکہ وہ یہی کہتا تھا کہ میرا اندر جل گیا۔ ہے۔ آخر جب پیٹ پھارا گیا۔ تو اس میں سے ایک سرخ پتھر نکلا، جب حکیموں اور طبیبوں کو دکھلایا گیا۔ تو سب نے متفق ہو کر کہا۔ کہ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کیونکہ اس کا ذکر ہماری طب کی کتابوں میں کہیں نہیں آتا۔ چونکہ بادشاہ کو شہزادے سے بری الفت تھی۔ کہا کہ اس پتھر کے دو ٹکینے بناؤ۔ بنا کر ایک پہن لیا۔ اور دوسرا رکھ چھوڑا۔ جب چند روز بعد ماتم سے فارغ ہوا۔ تو ایک روز سر و دسن رہا تھا کہ وہ ٹکینہ پگھل کر خون بن گیا۔ بادشاہ! یہ دیکھ کر حیران رہ گیا طبیبوں اور حکیموں کو بلا کر وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا اے بادشاہ! تیرا لڑکا عاشق تھا۔ ہمیں معلوم نہ تھا۔ ورنہ ہم کہتے کہ اسے راگ سناؤ۔ اگر سرود سنایا جاتا۔ تو یہ پتھر اس کے شکم میں پگھل کر خون بن جاتا۔ اور اسے صحت ہو جاتی۔

خرم تنے کہ جاں بد ہد از برائے یار

اقبال آں سرے کہ شو دپائمال دوست

بادشاہ نے حکم دیا کہ دوسرا ٹکینہ خزانے سے لایا جائے۔ جب لایا گیا تو ہاتھ میں پہن کر قوالوں کو سرود کا حکم دیا۔ جب سرود شروع ہوا تو لوگوں کی نگاہیں اس ٹکینے پر جمی ہوئی

تھیں۔ سرود کی آواز سے گکینہ پگھلنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے خون بن گیا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سماع درمندوں کا علاج ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر انسان صاحبِ ذوق و درد ہے۔ تو قوال کا ایک شعر ہی اس کے لئے کافی ہے۔ خواہ ساتھ بانسریاں وغیرہ ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن جسے ذوق درد کی خبر ہی نہیں اس کے دو بروخواہ کتنے چنگ، دف اور مزامیر بجائے جائیں۔ اس پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کام درد کے متعلق ہے۔ نہ کہ ساز و سامان کے۔ جب خواجہ صاحب یہ بیان کر چکے۔ تو ایک آدمی نے کہا (اور قوال کی طرف اشارہ کیا) کہ عزیز حاضر ہیں۔ کچھ کہو رحمۃ اللہ علیہ۔ جب قوال نے سماع شروع کیا۔ تو مولانا محمد مساوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر رقص کرنے لگے۔ ظہر کی نماز سے عصر کی نماز تک رقص کرتے رہے۔ قوالوں نے یہ قصیدہ گایا تھا۔

### قصیدہ

عاشق کو کہ بشنو آواز  
عشق در پردہ نواز و ساز  
ہر زماں زخمہ کند آغاز  
ہر نقل نغمہ دیگر ساز  
خود صد ا کے لنگاہ دارم باز  
راز اُداں جہاں برول افتاد  
خود تو بشنو کہ من نیم غماز  
بہر او ہر زماں ہر روز  
جب سماع ختم ہوا۔ تو عصر کا وقت تھا۔ وضو کر کے نماز ادا کی گئی۔ پھر خواجہ صاحب جماعت خانہ کے صحن میں بیٹھے۔ مولانا منہاج الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ اور عزیز صاحبان حاضر خدمت تھے۔ کمال نام قوال نے پھر سرود شروع کیا۔ خواجہ صاحب رقص کرنے لگے اور رونے لگے جس کا اثر حاضرین پر بھی ہوا۔ جب سماع ختم ہوا۔ تو سارے عزیزوں نے خواجہ صاحب کی قدمبوسی کی۔ قوالوں نے یہ قصیدہ گایا تھا۔

### قصیدہ

غم گز تو دارم بہ پیش کہ گوئیم  
دوائے دل درد مند از کہ جوئیم  
اگر کشتہ گر دم بشمشیر عشقت  
بہ پیش کس این ماخرا را جوئیم  
طہیم تو باشی علاج از کہ خواہم  
اسیر تو باشم خلاص از کہ جوئیم

زسعدی چہ جویم کہ گوئیم چہ جوئیم غمے کز تو دارم بہ پیش کہ گوئیم  
عصر کی نماز سے لے کر تہجد کی نماز تک خواجہ صاحب رقص کرتے رہے۔ جب نماز کا  
وقت ہوتا۔ تو وضو کر کے ادا کر لیتے۔ اور پھر مشغول ہو جاتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ  
بعد ازاں ایام بیض کے بارے میں زبان مبارک سے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام کو  
بہشت سے دنیا میں بھیجا گیا۔ تو جناب کا سارا وجود مبارک سیاہ ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے  
آپ کی دعاء قبول فرمائی۔ تو حکم ہوا کہ ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھا  
کر۔ پہلے روز جب روزہ رکھا۔ تو تیسرا حصہ وجود کا سفید ہو گیا۔ دوسرا روزہ رکھنے سے  
دوسری تہائی بھی سفید ہو گئی۔ اور تیسرے روز سارا وجود سفید ہو گیا۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ میں نے دلیل العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ  
ایک مرتبہ کسی آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایام بیض کے بارے میں پوچھا۔ تو  
فرمایا کہ ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھنا ایسا ہے۔ کہ گویا سارا سال  
روزہ رکھتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ  
سرہ لعزیز کی زبان مبارک سنا ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد  
میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھتا  
ہے۔ گویا وہ سارا سال تمام روزے رکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن (امنا و صدقنا) ستر  
آدمی اس کی خاطر بخشے جائیں گے۔ اور جب قبر سے اس کا حشر ہوگا۔ تو اس کا چہرہ چودھویں  
کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جا کر یاد  
الہی میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ

مجلس ۹:

## کھانا کھلانے کی فضیلت کے بیان میں

کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب قد مبوسی کا شرف  
حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا زین الدین، مولانا بدر الدین اور مولانا منہاج الدین رحمۃ

اللہ علیہم اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا ہر ایک مذہب میں پسندیدہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔ کہ بھوکوں کو سیر کیا جائے۔ اور انہیں آرام دے کر ان کے دل راضی کئے جائیں۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے شیخ الاسلام ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ کہ مجھے دکھائیں کہ حق تعالیٰ کی کتنی راہیں ہیں۔ فرمایا۔ موجودات کے ہر ذرہ کی تعداد کے برابر۔ لیکن ان میں سب سے نزدیک کی راہ لوگوں کے دلوں کو آرام پہنچانا ہے۔

پھر فرمایا کہ دلیل السالکین میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور رابعہ بصری ایک ہی جگہ بیٹھے تھے۔ اور سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اس راہ میں کمالیت کس بات کا نام ہے۔ خواجہ صاحب نے پانی پر مصلیٰ بجھا کر نماز ادا کی۔ بعد ازاں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ رابعہ رحمۃ اللہ علیہ یہ مثل ہے کہ اگر تو پانی پر چلے گا۔ تو تنکا ہے۔ اگر ہوا میں اڑے گا۔ تو کھی ہے۔ اگر کسی کے دل کو راضی کرے گا۔ تو کچھ ہوگا۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہا ایک مرتبہ کچھ قلندر سلطان المشائخ شیخ نظام الحق و الشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یا شیخ! براہ کرم مجھے کوئی کرامت دکھائیے گا۔ خواجہ صاحب نے خادم کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ جب کھانا لایا گیا۔ اور قلندروں کو دیا گیا۔ تو اس قلندر نے پھر کہا کہ یا شیخ! میں کھانے کو کیا کروں؟ مجھے کوئی کرامت دکھائیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ بر خور دار! یہی کھانا ہی کرامت ہے۔ اسے کھالے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی کرامت نہیں۔ جب قلندروں نے یہ بات سنی۔ تو آداب جالائے اور کھانا کھا کر چلے گئے۔

پھر فرمایا کہ حجۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں حاضر ہوتے۔ تو کچھ نہ کچھ کھا کر وہاں سے جاتے۔ پھر فرمایا کہ انس بن مالک روایت فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ خدا کی راہ میں روٹی دینا بہتر ہے۔ یا سور کعت نماز ادا کرنا۔ فرمایا۔ روٹی دینا بہتر ہے۔ پھر پوچھا کہ مسلمانوں کی حاجت کا پورا کرنا بہتر ہے۔ یا



سورکت نماز ادا کرنی؟ فرمایا مسلمانوں کی حاجت کا پورا کرنا بہتر ہے۔

پھر فرمایا کہ کوئی چیز افضل اور بڑھ کر اس سے نہیں کہ کسی کے دل کو راحت پہنچائی جائے۔ یہ سب عبادتوں سے افضل ہے۔ جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذٰلِكَ

مجلس ۱۰:

## دنیا وغیرہ کی ترک کے بیان میں

دنیا کو ترک کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب پابوسی کا شرف حاصل ہوا تو اور عزیز بھی حاضر خدمت تھے۔ مثلاً مولانا منہاج الدین، مولانا قیام الدین اور مولانا بدر الدین علیہ الرحمۃ۔ خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! اہل دنیا پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

پھر فرمایا کہ راہ سلوک میں جب تک درویش محبت کے مصقلہ سے دنیاوی زنگار دلی آئینے کو صاف نہ کر لیں۔ اور ذکر الہی سے مانوس نہ ہو جائیں اور غیر کی ہستی کو بیچ میں سے نہ مٹادیں۔ وہ کبھی خدا رسید نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا نہ کریں تو حق تعالیٰ سے بگانہ نہیں ہو سکتے۔ پھر فرمایا کہ پھر میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ لعزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حب الدنيا رأس كل خطيئة وترك الدنيا رأس كل عبادة۔ یعنی دنیا کی دوستی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اور دنیا کا ترک تمام نیکیوں کا سر ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ زادا کھنن میں لکھا ہے۔ کہ تمام بدیاں ایک مکان میں جمع کر کے اس کی چابی دنیاوی محبت کو بنایا ہے۔ اور تمام نیکیاں ایک مکان میں اکٹھی کر کے اس کی چابیاں دنیاوی ترک کو بنایا ہے۔

پھر فرمایا کہ شیخ الاسلام عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں۔ اس واسطے کہ جس قدر دنیا

سے دل لگائے گا۔ اسی قدر حق تعالیٰ سے دور رہے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک حکیم چند روز بھوکا رہا۔ کچھ نہ کھایا پیا۔ جب پانی کے کنارے پہنچا تو وہاں انگور کے پتے توڑ کر کھانے شروع کئے۔ اسی وقت اہل دنیا نے گھوڑے سے اتر کر اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اور کہا کہ آپ ہمارے بادشاہ کی ملازمت کریں تو پتے کھانے سے بچ جائیں۔ حکیم نے کہا کہ اگر تو پتوں پر قناعت کرے۔ تو بادشاہ کی صحبت اور دنیاوی آرزوؤں سے تیری خلاصی ہو جائے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ راہ سلوک میں درویش وہی کہلا سکتا ہے۔ کہ جس کے دل میں یاد حق کے سوا اور کوئی خیال نہ آئے۔ اور نہ کسی چیز میں مشغول ہووے۔ اور نہ ہی اہل دنیا سے میل جول رکھے۔ میں (مصنف کتاب) نے التماس کی کہ بندہ مرنے چند فوائد اپنے فائدے کیلئے لکھے ہیں۔ ورنہ اس پچا۔ بے کی کیا مجال ہے کہ کوئی کتاب تالیف کر سکے۔ فرمایا۔ اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہ جو کچھ اپنے شیخ کی زبان سے سنے اسے قلمبند کرے۔ خود بھی اس سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی پہنچائے۔ اس واسطے کہ میں نے اپنے شیخ صاحب کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخیر الخیر المتعدی۔ یعنی سب سے عمدہ نیکی وہ ہے۔ جس سے وہ خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ فقط۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



دردنازی چند دیگر مصطلحات



7598

